علیم خان کی شکست خطرے کی گھنٹی ہے

تحریر: سہیل احمد لون

عمومی طور پر ضمنی انتخاب پر ٹرن آوٹ بھی کم ہوتی ہے اور اسکی انتخابی مہم بھی اتنے زور و شور سے نہیں ہوتی۔ عام روایت یہی ہوتی ہے کہ حکومتی جماعت با آسانی سیٹ جیتنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ مگر بعض اوقات ضمنی انتخاب کی فقط ایک سیٹ کی اہمیت کسی سیاسی جماعت کے لیے ایک ایسا ٹرنگ پوائنٹ ثابت ہوتا ہے جس کے بعد اس کی کامیابی کا گراف بڑی حد تک متاثر ہوتا ہے۔ گزشتہ برس برطانیہ میں Rochester and Strood میں ایک سیٹ کے لیے ضمنی انتخاب ہوئے جس میں برطانیہ کے سیاسی افق پر ابھرنے والی ایک نئی جماعت UKIP نے بھی حصہ لیا۔ ڈیوڈ کیمرون نے اس حلقے کا انتخابی مہم کے دوران پانچ مرتبہ دورہ بھی مگر اس کے باوجود UKIP کے امیدوار Mark Reckless نے میدان مار لیا۔ لیبر پارٹی، لیبرل ڈیموکریٹکس اور کنزرویٹو پارٹی کے لیے یہ صرف ایک سیٹ میں ہار نہیں تھی بلکہ چند ماہ بعد ہونے والے عام انتخابات میں کوئی اپ سیٹ ہونے کی توقع بھی کی جانے لگی۔ 2015ء کے عام انتخابات میں UKIP صرف ایک سیٹ ہی جیتی مگر ووٹ لینے کے حساب سے کنزویٹو اور لیبر پارٹی کے بعد اس کا تیسرا نمبر تھا۔ UKIP کی ضمنی انتخابات میں کامیابی کے بعد کنزیٹو پارٹی کو اپنے منشور میں کچھ تبدیلی بھی کرنا پڑی اور UKIP کی اینٹی امیگرنٹس کے نعرے کے جواب میں ڈیوڈ کیمرون کو انتخابی مہم کے دوران یورپین یونین میں مزید رہنے کے معاملے پر ریفرنڈم کروانے کا وعدہ کرنا پڑا۔

حلقہ 122 میں ضمنی انتخاب بھی کچھ غیر معمولی اہمیت اختیار کر گیا جس کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان الیکشن کمیشن کے سامنے احتجاج کی کال کو ملتوی کر کے فل ٹائم الیکشن Campaign کرنے لاہور کی گلیوں میں آٹھ آٹھ گھنٹے ریلیوں کی قیادت کرتے نظر آئے۔ اس کا جواب میں حکومتی جماعت درجن وزیر اور مشیر سابقہ سپیکر قومی اسمبلی کو دوبارہ سے کالا کوٹ پہنا کر پارلیمنٹ ہاؤس بھیجنے کی تیاری میں مصروف نظر آئے۔ اگر نتیجہ ایاز صادق کے حق میں نہ آیا تو میاں نواز شریف کے لیے آئینی مدت پوری کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔ اسی فکر میں میاں صاحب نے انتخابی مہم کے ختم ہونے کے بعد حلقے کا دورہ بھی کر دیا اور ایک پریس کانفرنس بھی داغ ڈالی۔ شکر ہے اسی بہانے علاقہ مکینوں کو میاں صاحب کا دیدار نصیب تو ہوا۔

علیم خان کی کمزور ترین ناکامی نے تحریک انصاف کو بلدیاتی انتخابات میں پھر سے زندہ کر دیا ہے۔ عمران خان نے یہ بات بہت مرتبہ کی ہے وہ ہار نہیں مانتے اس لیے انہیں ہرانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ لاہور کے تاریخی جلسے کے بعد تحریک انصاف نے ٹاپ تھری بڑی سیاسی جماعتوں میں اپنا نام لکھوالیا۔ اگر لاہور کے ضمنی انتخاب کو دیکھا جائے تو مقابلہ صرف نون لیگ اور پی۔ ٹی۔ آئی کے درمیان دکھائی دیا جہاں تک تیسری سیاسی جماعت کا تعلق ہے تو اس کا حال دیکھ کر ضیاع الحق کی روح کو ضرور سکون ہو رہا ہو گا۔ جنرل ضیاء الحق کا مشن پورا کرنے کا وعدہ تو میاں صاحب نے کیا تھا مگر زرداری صاحب نے محترمہ بینظیر کو اپنے ہاتھوں لحد میں اتارنے کے بعد بھٹو ازم کو بھی ساتھ ہی دفن کر کے ضیاع کا مشن پورا کر دیا۔ حلقہ 122 کے ضمنی انتخاب میں عوام نے جس طرح انجوائے کیا اس کے بعد تو یہ دل کرتا ہے کہ وطن عزیز میں

مہینے میں کم از کم دو ضمنی انتخابات ہونے چاہئیں تا کہ عوامی مسائل پر حکومت اور دیگر ادارے توجہ دیں۔ایک وقت تھا جب پاکستان میں بین الاقوامی کرکٹ کے میچز، ورلڈ کپ ٹورنامنٹ، بین الاقوامی سکواش چیمپئن شپ، ہاکی کے عالمی کپ سمیت دیگر ٹورنامنٹس منعقد ہوتے تھے۔ بسنت بہار منائی جاتی تھی، میلہ چراغان، مادھولال حسین اور داتا گنج بخش کا میلہ لاہور کی رونق میں اضافہ کرتا تھا۔ ہر علاقے میں گراؤنڈ تھی جہاں نوجوان صحت مند سرگرمیوں میں مصروف نظر آتے تھے۔ ہر ماہ درجن سے زاید فلمیں مختلف زبانوں میں ریلیز ہوتی تھیں اور تھیٹر کے ساتھ ساتھ سینما گھر بھی آباد تھے۔لوگوں کے پاس انٹرٹیمنٹ کے کافی صحت مند مواقع میسر تھے۔بدقسمتی سے آج ان تمام انٹرٹیمنٹس کا فقدان ہو چکا ہے۔ حالات کی ستم ظریفی کا شکار غریب عوام بجلی، پانی، گیس، روزگار، انصاف، امن، خالص خوراک، اصلی ادوایات، روٹی، کپڑا اور مکان جیسی بنیادی ضروریات کو ہی نہیں ترس رہی بلکہ انٹرٹینمنٹ کا موقعوں کو بھی ترس گئی ہے۔اس زبوں حالی میں اگر ضمنی انتخاب ہو جائیں تو ان کے لیے عید سے کم خوشی کا موقع نہیں ہوتا۔ جلسے، جلوس، لانگ مارچ، ریلیاں تو کئی دہائیوں سے ہو رہی ہیں مگر عمران خان کے سیاست میں آنے سے سب سے زیادہ تبدیلی یہ آئی ہے کہ لوگ جلسہ، جلوسوں، اور ریلیوں کو انفوٹینمنٹ infotainment سمجھتے ہیں۔فیس پینٹنگ، خواتین کا بھرپور انداز میں تیار ہو کر پنڈ ھال میں آنا، میوزک، ترانے، گانے اور رقص کا مزہ اس سے قبل کبھی سیاسی جلسوں میں نظر نہیں آیا تھا۔ کپتان نے کرکٹ میں بھی کچھ ایسے نئے تجربات کیے جو آج کرکٹ کا باقاعدہ حصہ بن چکے ہیں۔عمران خان ایک trend setter ہے اور اپنی ذات میں ایک charisma رکھتا ہے جو بہت کم لوگوں کے نصیب میں ہوتا ہے۔کچھ نیا کرنا ہی تبدیلی کہلاتا ہے عمران خان نے ملک میں سیاسی جلسوں کو رنگین بنا دیا ہے۔ کپتان کے جلسے، دھرنے اور جلوس میں انٹرٹینمنٹ کے ساتھ انفارمیشن بھی ہوتی ہے۔ کپتان کے سیاسی حریف بھی اب اسی سٹائل سے جلسے کرنے شروع ہو گئے ہیں۔ عام انتخابات میں جلسے عمران خان کے کامیاب رہے مگر انتخابی نتائج اس کے برعکس تھے۔بقول عمران خان کے انہوں نے دھرنے میں عوامی شعور بیدار کا ہے، ان کو حقوق کا احساس دلایا ہے۔اب ضمنی انتخابات میں اس بات کا فیصلہ ہونا چاہیے تھا کہ گا کہ عوام کپتان کے جلسوں میں گیان لینے جاتی تھی یا صرف انٹرٹینمنٹ ......؟ مگر نتائج نے یہ ثابت کر دیا کہ جتنا جوش و خروش کپتان کے جلسے، جلسوں اور ریلیوں میں ہوتا ہے اگر اس کا عملی مظاہرہ بیلٹ بکس سے ظاہر ہو تو دھرنے کے دنوں میں دیے گئے لیکچرز اور جلسوں میں عوامی شعور بیدار ہوا۔ NA122 میں ایاز صادق کی کامیابی سے لگتا ہے کہ عوام تحریک انصاف کے جلسوں اور دھرنوں میں انٹرٹینمنٹ کے لیے ہی جاتی ہے۔

تین ضمنی انتخابات میں سے ایک سیٹ تحریک انصاف، ایک نون لیگ اور ایک آزاد امیدوار کے حصے میں آئی۔ یہ تینوں سیٹیں 2013ء کے عام انتخابات میں نون لیگ نے اپنے نام کی تھیں۔ لاہور کی قومی اور صوبائی اسمبلی کی سیٹوں کے ووٹوں کی کل تعداد دیکھیں تو اس میں تحریک انصاف کی سبقت نظر آتی ہے۔تحریک انصاف نے کم از کم یہ ثابت کر دیا ہے وہ لاہور میں نون لیگ کی اجارہ داری کا گراف نیچے جانا شروع ہو گیا ہے اس نتیجے سے یہ بھی محسوس ہونا شروع ہو گیا ہے کہ کوئی مسلن لیگ نون کو قسطوں میں مسمار کر رہا ہے۔۔اگر تحریک انصاف حقیقی اپوزیشن کا کردار ادا کرے اور خیبر پختون خواہ میں عوامی مسائل کی طرف توجہ دے تو بلدیاتی انتخابات میں لاہور مزید کامیابی ہو سکتی ہے۔انٹرٹینمنٹ کو ترسی عوام کو بلدیاتی انتخابات کا شدت سے انتظار ہے لیکن لاہورے بے محرم میلہ کیسے منائیں گے یہ میری سمجھ سے باہر

ہے مگر علیم خان کی 2100 ووٹوں کی شکست نے لاہور میں نون لیگ کے مستقبل کی نشاندہی کردی ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

08-10-2015